تحقیق: محمد عمر فاروق

تحریک آزادی کا فراموش کردہ سپوت
صوفی عبدالرحیم خان نیازی رحمتہ اللہ علیہ

صوفی عبدالرحیم خان نیازی (المتخلص مسکین) تحریکِ آزادی کے جلیل القدر مجاہد اور نڈر رہنما تھے۔ شمالی پنجاب کے اہم فوجی اضلاع سرگودھا، میانوالی، خوشاب اور اٹک وغیرہ آپ کی مجاہدانہ یلغاروں اور دلیرانہ سرگرمیوں کی آماجگاہ بنے اور آپ نے آزادی کی چنگاری کو شعلۂ جوالہ بنا دیا۔ لیکن دیگر سینکڑوں حریت پسند کارکنوں کی طرح آپ کے تاریخی کارناموں کو فراموش کر دیا گیا۔ مگر تاریخ کے صفحات ان کی فرنگی سامراج سے معرکہ آرائیوں کے ذکر سے خالی نہ رہ سکے۔

"صوفی عبدالرحیم خان ۱۹۰۳ء میں موسیٰ خیل ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام شیر گل خان تھا۔ آپ کے اسلاف افغانستان سے نقل مکانی کر کے یہاں آئے۔ صوفی صاحب کا شجرہ نسب مشہور صوفی بزرگ جناب شیخ طور بابی نیازی سے جا ملتا ہے" (۱)

برصغیر کے مسلم گھرانوں کی روایت کے مطابق آپ نے "بچپن میں اپنے خاندان کی مسجد بابیا نوالی میں دینی تعلیم حاصل کی اور ناظرہ قرآن پاک ختم کیا۔ وہاں آپ کے اساتذہ میں حافظ برخوردار اور حافظ محمد عمر مرحوم شامل تھے۔ آپ نے بعد ازاں مقامی سکول میں مڈل تک تعلیم حاصل کی اور پھر وہاں پر ہی کچھ عرصہ ان ٹرینڈ مدرس کے طور پر کام کیا"۔ (۲)

جنگِ عظیم (۱۹۱۴) کے بعد برصغیر میں بے روزگاری عام تھی۔ اور بدحالی و بد امنی پھیلی ہوئی تھی۔ آپ نے مستقل روزگار حاصل کرنے کے لے پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنا ضروری سمجھا اور گورنمنٹ نارمل سکول جالندھر میں جے وی میں داخلہ لے لیا۔ کورس مکمل ہوتے ہی آپ کو اپنے گاؤں کے مقامی سکول میں تدریس کی ملازمت مل گئی۔

انجمن اصلاح المسلمین میں شمولیت:

یہ وہ دور تھا جب ہندو ساہوکار غریب کسانوں کی زندگی اجیرن کیے ہوئے تھے۔ غریب تو غریب بڑے زمیندار بھی سُود در سُود کے چکر میں ایسے پھنسے کہ ان میں سے اکثر کی زمینیں یا تو ہندو بنیوں کے نام چڑھ گئیں یا ان پر غاصبانہ قبضہ کر لیا گیا تھا۔ ان حالات میں علاقے کے نامور مجاہد عالم مولانا محمد گل شیر خان شہید سامنے آئے۔ (۳) جنہوں نے ۱۹۲۳ء سے غریب مسلمان کاشتکاروں کی مدد و صحت کے لئے کام کا آغاز کر رکھا تھا۔ مولانا گل شیر گاؤں بھر سے عُشر اکٹھا کرتے اور ایک باقاعدہ کمیٹی اسے حقدار مسلمانوں تک بطورِ قرضِ حسنہ پہنچاتی تھی۔ انجمن اصلاح المسلمین اسی کی وسیع تر شکل تھی۔

"انجمن کے عہدیداران حسب ذیل تھے۔

صدر: محمد خان، جب کہ اراکین میں صوفی عبدالرحیم موسیٰ خیل، صوفی اللہ داد خان رئیس عیسیٰ خیل، احمد خان آف موچھ، پیر محمد شاہ آف مواز والا، میاں غلام محمد کھٹی، شیخ عطاء الرحمن بوری خیل اور قاضی غلام رسول آف غیرت ضلع میانوالی شامل تھے۔" (۴)

"انجمن اصلاح المسلمین کے مقاصد:

(۱) معاشرہ کی اصلاح اور رسوم کی روک تھام

(۲) غریب کاشتکاروں کو بلاسود قرض دینے کے لے مستقل فنڈ کی فراہمی

(۳) مسلمانوں کے تنازعات کا حل اور باہمی مقدمہ بازی کا خاتمہ

(۴) مسلمانوں کی معیشت و اقتصادیات کی ترقی کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا" (۵)

انجمن نے کاشتکاروں کے لئے بلاسود قرضوں کا بندوبست کر کے انہیں ہندوؤں کا رہن ستم ہونے سے بچالیا۔ انجمن کے تحت مصالحتی عدالتیں بھی قائم کی گئی تھیں۔ جو موقع پر فیصلہ صادر کرتیں۔ اس طرح مسلمان مقدمہ بازی میں دولت اور وقت برباد کرنے سے بچ گئے۔ صوفی عبدالرحیم خان نے انجمن کا دائرہ کار پورے ضلع میانوالی تک پھیلادیا تھا۔ جس کی بدولت ضلع بھر کے مسلمان انجمن سے مستفید ہوئے۔

اصلاح معاشرہ:-

صوفی عبدالرحیم خان کو اللہ تعالیٰ نے فن خطابت کے ساتھ ساتھ شاعری کی نعمت بھی بخشی تھی۔ آپ نے تقاریر کے علاوہ میانوالی کی سرائیکی زبان میں اصلاح معاشرہ کے موضوع پر نظمیں بھی لکھیں۔ جن کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا اور معاشرتی برائیاں کمزور ہوتی گئیں۔

آپ اکثر گاؤں میں لگنے والے سالانہ میلوں پر تشریف لے جاتے اور لوگوں کو بری رسوم و رواجات، فضول خرچی اور بٹیر بازی، مرغ بازی، کتوں کی لڑائی ایسی فضولیات و وحشیانہ مشغلوں سے منع کرتے۔

"۱۹۳۹، ۴۰ء میں میانوالی کے مسلمان ڈپٹی کمشنر احمد حسن خان نے دیہاتوں میں بری رسموں مثلاً باہمی دشمنی، جہالت، بے کاری، جوا بازی، وغیرہ کے سدباب کے لئے "دیہات سدھار کمیٹی" قائم کی اور ڈراموں کے ذریعے عوام کو ان بری رسومات کے نتائج سے آگاہ کرنے کے لئے پروگرام بنایا۔

بنا بریں اس وقت مڈل سکول موسیٰ خیل میں بھی صوفی عبدالرحیم خان کی سربراہی میں ایک ڈرامیٹک پارٹی تیار کی گئی۔ جس کے لئے صوفی صاحب نے ڈرامے بھی لکھے اور ان میں موقع محل کی مناسبت سے منظومات تحریر کر کے شامل کیں۔ آپ کے تیار کردہ ڈراموں میں سے ایک خصوصی ڈرامہ جوئے بازی، چوری اور جہالت ایسی بیہودہ رسومات کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ جس نے کافی شہرت حاصل کی"(۶)

علاوہ ازیں مولانا گل شیر شہید کی ہدایت پر آپ نے مسلمان عورتوں کو ہندوؤں کی دکانوں سے سودا

سلف خریدنے سے روکنے کی تحریک شروع کی۔ جس میں معروف سیاسی کارکن خان زمان خان وتہ خیل بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

قیام پاکستان سے قبل خاکسار تحریک کا بڑا زور تھا۔ خاکساروں کی بیلچہ بدست پریڈ کا منظر متاثر کن ہوتا تھا۔ لیکن بانی خاکسار علامہ عنایت اللہ مشرقی نے جب بعض متفقہ دینی عقائد کے خلاف اپنے رسائل شائع کرنا شروع کیے تو علماء کرام نے خاکساروں کا مؤاخذہ و محاسبہ کیا۔ جس سے خاکسار کی شہرت کو بڑا دھچکہ لگا۔

۱۹۳۸ء میں مختلف علماء کرام و مشائخ عظام کا اجلاس مولانا گل شیر خان کی زیر صدارت میانوالی میں منعقد ہوا۔ جس میں خاکسار تحریک کے مقابل ایک نئی جماعت "فوجِ محمدی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس میں عبدالرحیم خان بھی شامل ہوئے۔ فوجِ محمدی کے مقاصد حسب ذیل تھے۔

"فوج محمدی کا مقصد خاکسار تحریک کی عسکری تنظیم کا مقابلہ کرنا اور علامہ مشرقی کے نظریات کے پھیلاؤ کو روکنا نیز نوجوانوں کو اسلامی اصولوں کے تحت منظم کر کے ان میں عسکریت کا جذبہ پیدا کرنا" (۷)

پندرہ روزہ "ضیاء الاسلام" امرتسر کے مطابق "فوجِ محمدی میں ۵۰۰۰ ہزار کے قریب نوجوان منظم ہوئے" (۸)

فوجِ محمدی کا سب سے بڑا مرکز ٹیکسلا تھا، جہاں خاکسار تحریک کا خاصا زور تھا۔ فوجِ محمدی نے ان کے مقابل ہر اہم مقام پر اپنے فوجی کیمپ لگائے اور اپنی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ ضلع میانوالی میں فوجِ محمدی کے رضاکاروں نے عبدالرحیم خان نیازی کی قیادت میں خاکساروں کی تردید و مقابلہ کے ساتھ ساتھ عوام کی دینی تربیت و تنظیم کے لئے خاطر خواہ خدمات رقم کیں۔

سیاسیات:۔

۱۹۳۹ء برصغیر کی سیاسی زندگی میں بڑی نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ جہاں اس کے اثرات عالمی سطح پر مرتب ہوئے۔ وہیں غلام ہندوستان کو اپنی آزادی کی منزل قریب تر دکھائی دینے لگی۔ صوفی عبدالرحیم خان ابھی تک سماجی و معاشرتی سرگرمیوں میں مصروف رہے تھے اور معاصر سیاست سے ان کو کوئی سروکار نہ تھا۔ چونکہ آپ کی تمام تر سرگرمیوں کا منبع و محور مولانا گل شیر خان کی شخصیت تھی۔ جن کی سرپرستی و رہنمائی میں آپ مصروف عمل تھے۔ مولانا گل شیر خان نے جب ۱۹۳۹ء میں حج بیت اللہ سے واپسی پر آل انڈیا مجلس احرار اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا تو صوفی عبدالرحیم خان فوجِ محمدی کے اکثر ارکان سمیت مجلس احرار میں شامل ہو کر سیاسیات ہند میں براہ راست شامل ہو گئے۔ جب آپ نے سرکاری ملازمت کو سیاسی کاموں میں رکاوٹ بنتے دیکھا تو آپ نے "مجلس احرار میں شمولیت کے بعد سکول کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا" (۹)

صوفی عبدالرحیم خان مجلس احرار اسلام ضلع میانوالی کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ اور یہ اعزاز آپ کو

قیام پاکستان کے بعد بھی حاصل رہا۔

۳، ستمبر ۱۹۳۹ء کو جب جنگ عظیم دوم کا آغاز ہوا تو برصغیر میں مجلس احرار اسلام واحد سیاسی جماعت تھی جس نے جنگ میں ہندوستانیوں کی شرکت کی شدید مخالفت کی اور "تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ" کا آغاز کیا۔ معروف انگریز مصنف ڈبلیو سی سمتھ کے بقول:

"مجلس احرار ہندوستان میں وہ پہلی سیاسی جماعت تھی۔ جس نے جنگ کے خلاف آواز بلند کی" (۱۰) صوفی عبدالرحیم خان مجلس احرار کی ہائی کمانڈ کے حکم پر تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ کو ضلع میانوالی میں زور و شور سے جاری رکھے ہوئے تھے کہ حکومت پنجاب نے آپ کی باغیانہ سرگرمیوں کے پیش نظر آپ کو گرفتار کر لیا۔ آپ نے قید و بند کا یہ زمانہ بڑی استقامت و پامردی سے گزارا۔

۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۲ء آل انڈیا مجلس احرار کے جماعتی نظام کو ختم کر کے ڈکٹیٹر شپ جاری کی گئی تھی۔ ۱۹۴۲ء کے وسط میں نازک ملکی حالات اور جاپان کے ہندوستان پر حملے کے خطرہ کے پیش نظر مجلس احرار نے سول نافرمانی ختم کر دی اور اس کے ساتھ ہی جماعتی نظام کو بحال کر دیا گیا تو ضلع میانوالی کا انتخاب بھی عمل میں آیا جس کے مطابق صدر: صوفی عبدالرحیم خان نائب صدر: شیخ عطاء الرحمٰن، جنرل سیکرٹری: علی خان خادم، سیکرٹری: کامریڈ غلام رسول، خزانچی: سردار صاحب، اور سالار غلام محمد ہاشمی قرار پائے" (۱۱) مجلس احرار اسلام میانوالی کے رہنما جو تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ میں طویل قید کاٹ کر ۱۹۴۱ء میں رہا ہوئے تھے۔ پھر پابند سلاسل کر دیئے گئے۔ اور جیل میں ان کے ساتھ سیاسی قیدیوں کی بجائے اخلاقی قیدیوں کا سلوک روا رکھا گیا۔ جس پر شدید احتجاج کیا گیا۔

"دفتر مجلس احرار اسلام میں نمائندگان ضلعی مجالس کا اجتماع زیر صدارت صوفی عبدالرحیم صاحب مسکین منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ "عہدہ داران و نمائندگان مجالس احرار ضلع میانوالی کا یہ اجلاس حکومت پنجاب، وزیر جیل خانہ جات اور سپرنٹنڈنٹ جیل میانوالی کی توجہ اس ناجائز رویے کی طرف دلاتا ہے کہ حکومت کی طرف سے جب کہ تمام سیاسی قیدیوں پر نئی سپیشل کلاس کا استعمال ہو رہا ہے تو احرار اسیران صوفی اللہ داد خان صاحب، شیخ عطاء الرحمٰن صاحب اور ملک علی خان خادم صاحب اسیران میانوالی کے ساتھ کیوں سی کلاس قیدیوں کا سلوک کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان کی گرفتاریاں سیاسی بناء پر ہوئی ہیں۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ انہیں جلد سے جلد نئی کلاس میں رکھا جائے۔ تا کہ قانون پر پوری طرح عمل درآمد ہو۔ اس ریزولیوشن کی نقول افسران متعلقہ اور حکومت کو بھیجی گئیں" (۱۲)

تحریک کالا باغ میں کردار:۔

کالا باغ ضلع میانوالی کا ایک اہم مقام ہے جہاں پر اس وقت نواب امیر محمد خان بے تاج بادشاہ تھے۔ ان کے جبر اور دہشت کا سامنا کسی کے بس میں نہ تھا۔ غریب عوام جانوروں سے بدتر زندگی گزارنے

پر مجبور تھے۔ بلکہ ان کا ناروا ظلم اس حد تک بڑھ چکا تھا کہ

"کوئی شخص اپنی زمین پر بھی مکان بنائے تو اسے مکان کے ہر دروازے پر دس روپے، ہر کھڑکی پر پانچ روپے، ہر روشندان پر دو روپے نواب کالاباغ کو دینا لازمی تھے۔ دریائے سندھ جو کالاباغ سے ہو کر گزرتا ہے اس میں اگر کوئی کاروباری کشتی کے ذریعے مال منگوائے اور دریا کے کنارے اتارے تو اسے بھی نواب کو ٹیکس دینا پڑتا۔ کالاباغ کے آس پاس نمک کے پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں پر خود رو گھاس کا ٹھیکہ بھی علاقے کے رئیس کو دینا پڑتا ہے اگر رئیس گاؤں کے کسی آدمی سے بیگار لینا چاہے تو اسے کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ حالانکہ انگریز کی حکمرانی تھی۔ اسے نواب کے اس خودساختہ آئین کا علم تھا مگر انگریز کو اپنی سیاسی اغراض کے لئے ایسے روسا کی پشت پناہی ضروری تھی"۔ (۱۳)

ان حالات میں صوفی عبدالرحیم خان مولانا گل شیر خان کی قیادت میں کالا باغ کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت و امداد کے لئے تحریک کالا باغ کے عنوان سے میدانِ وغا میں اترے۔ مولانا گل شیر خان نے ضلع میانوالی کے احرار کارکنوں کے ہمراہ کالا باغ میں فقید المثال اجتماع کیا اور شعلہ آفریں خطاب کیا۔ جو رئیس کالا باغ کی امارت کو کھلا چیلنج تھا۔

"جس پر دسمبر ۱۹۴۲ء کو مولانا گل شیر پر میانوالی کے ضلع میں داخلہ پر دو سال کے لئے پابندی لگادی گئی" (۱۴)

حکومت نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ

"دفعہ ۱۴۴ کے تحت ضلع میانوالی میں مجلس احرار کے کھلے عام اجلاسوں اور جلوسوں پر بھی پابندی عائد کردی گئی۔ جو مختصر وقفوں سے تقریباً چار سال تک جاری رہی۔ (۱۵)

ان پابندیوں کو احرار خاطر میں نہ لائے۔ بلکہ پہلے سے بھی بڑھ کر انگریز اور اس کے حاشیہ نشینوں کے خلاف نبرد آزما ہوئے۔ تحریک کالا باغ بھرپور انداز سے جاری تھی اور صوفی عبدالرحیم خان دھڑا دھڑ دورے کر کے عوام کو بیدار کر رہے تھے۔ اسی دوران آپ کالا باغ بھی پہنچے۔

ایک اخباری خبر کے مطابق "

۲۷، جون (۱۹۴۳ء) بعد ظہر صوفی عبدالرحیم صاحب صدر ضلع مجلس احرار اسلام، کالا باغ تشریف لائے، مقامی جماعت کا معائنہ کیا اور مجلس کی کارروائی کی تعریف کی۔ مجلس احرار اسلام کا جلسہ ہوا جس میں صوفی عبدالرحیم صاحب نے خدمت خلق اور جماعت کی پالیسی پر ثابت قدم رہنے اور تکلیف کے وقت خداوند کریم پر بھروسہ کرتے ہوئے جماعت کے پروگرام کا ابلاغ کرنے کی تلقین فرمائی۔ علاوہ ازیں ۲۵، جون کو بعد نماز عشاء مجلس احرار اسلام کالا باغ کے ماتحت جلسہ عام میں نور محمد آزاد صدر مقامی جماعت اور حافظ خدا یار صاحب نے مجلس احرار کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور کارکنانِ احرار کو مجلس کے پروگرام پر کاربند رہنے اور خدمت خلق کے لئے مستعد ہونے کی تاکید کی" (۱۶)

مجلس احرار اسلام کالا باغ کے عوام کی پکار پر تحریک چلانے کا مصمم فیصلہ کر چکی تھی لہذا اکتوبر

۱۹۴۳ء کو تحریک کا آغاز کر دیا گیا۔ جس کی اطلاع گورنر پنجاب نے ایک مراسلے کے ذریعے گورنر جنرل کو پہنچائی۔ (۱۷)

تحریک کے نتیجے میں لوگوں نے رئیس کالا باغ کے خلاف بغاوت کر دی۔ ٹیکس کی ادائیگی بند کر دی۔ جس پر نواب کالا باغ کے آدمیوں اور عوام کے مابین شدید جھڑپیں ہوئیں۔ لوگوں پر ظلم بڑھا تو انہوں نے کالا باغ سے ہجرت کرنا شروع کر دی۔ ان مظالم کی آواز دفتر مرکزیہ مجلس احرار ہند لاہور پہنچی تو ایک فیصلہ کے مطابق "۲۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو پنجاب اور سرحد میں "یوم کالا باغ" منایا گیا" (۱۸)

"۲۸ نومبر ۱۹۴۳ء کو لاہور میں "کالا باغ مہاجرین کانفرنس ہوئی جس میں تحریک کی دیکھ بھال مولانا مظہر علی اظہر کو سونپی گئی اور انہوں نے مولانا غلام غوث ہزاروی کو کالا باغ بھیجنے کا فیصلہ کیا۔" (۱۹)

صوفی عبدالرحیم خان نے اپنے ضلع کے کارکنانِ احرار کو منظم کیا اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی معیت میں کالا باغ پہنچے۔ قدغنوں اور صعوبتوں کے باوجود مولانا غلام غوث نے جلسہ سے خطاب کیا۔ نواب کے مظالم کی مذمت کی اور عوام کی بیداری پر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ تحریک شدت پکڑ رہی تھی کہ

"ڈپٹی کمشنر میانوالی نے ضلع میں احرار کے اجتماعات اور کالا باغ میں داخلہ پر دوبارہ پابندی لگا دی" (۲۰)

پابندی کے باوجود تحریک جاری تھی کہ اسی دوران میں مجلس احرار کالا باغ کے صدر نور محمد پراچہ اور ان کے بھائی پر نواب کے آدمیوں نے اچانک حملہ کیا اور بہیمانہ تشدد کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا تو مجلس احرار کا ایک وفد ڈپٹی کمشنر میانوالی سے ملا۔ جس کی مختصراً خبر روزنامہ "انقلاب" نے "نواب کالا باغ کے خلاف شکایات" کے زیر عنوان صفحہ اوّل پر جلی حروف سے شائع کی۔

"(میانوالی) یکم اگست: صدر مجلس احرار صوفی عبدالرحیم میانوالی، خان احمد خان جنرل سیکرٹری، ڈاکٹر غلام حیدر خان (سابق ذاتی معالج نواب کالا باغ) اور خان غلام محمد ہاشمی نے نواب کالا باغ کے خلاف کالا باغ کے احرار کی شکائتیں دور کرنے کے لئے ڈپٹی کمشنر میانوالی سے ملاقات کی۔ ڈپٹی کمشنر نے شکایات کو غلط قرار دے کر مداخلت کرنے سے انکار کر دیا۔ احراریوں میں اس واقعہ سے بے چینی پائی جاتی ہے" (۲۱)

تحریک کے قائد مولانا گل شیر خان ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کو اپنے گھر سوتے میں شہید کر دیئے گئے۔ جس سے تحریک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ صوفی عبدالرحیم خان نے حتیٰ المقدور تحریک کو زندہ رکھنے کی کوشش کی لیکن قیادت ختم ہو جانے سے تحریک میں زور نہ رہا۔ اور دوسری بڑی وجہ انتظامیہ کی جانبداری اور متاثرین کالا باغ کی ہجرت تھی۔ جس سے تحریک کا رہا سہا دم خم بھی ختم ہو گیا۔ اور صوبائی اور مقامی حکام کی جانبدارانہ پالیسی اور حالات و واقعات سے چشم پوشی سے بے گناہ عوام کا خونِ ناحق بہتا رہا۔ تحریک کو اگرچہ سختی سے کچل دیا گیا۔ لیکن یہ وقتی طور پر دبی تھی۔ تحریک عوام میں شعور کی کرن روشن کر گئی جس کے اثرات آج بھی واضح طور پر محسوس کئے جا سکتے ہیں۔

صوفی عبدالرحیم خان باغیرت سیاسی کارکن اور بے خوف انسان تھے۔ جنہوں نے کبھی باطل کے آگے سر نہ جھکایا بلکہ جب کبھی اظہارِ حق کا موقع میسر آیا۔ یہ بہادر انسان حق کہنے سے باز نہ آیا۔

"جب نواب کالا باغ نے تحریک کے دنوں ایک تقریب میں صوفی عبدالرحیم خان سے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ نے انکار کردیا اور میزبان کے استفسار پر کہا کہ "جو میرے ساتھیوں اور رضاکاروں پر ظلم کرتا ہے عبدالرحیم اس سے ہاتھ ملانے کا روادار نہیں" (۲۲)

تقسیم کے بعد:

جب ہندوستان تقسیم ہوا تو ملک کے دیگر حصوں کی طرح میانوالی میں بھی لٹے پٹے مہاجرین کے قافلے پہنچنے لگے۔ جن کی رہائش اور طعام کا بندوبست کرنا ناممکن نظر آرہا تھا۔ لیکن آپ نے اسے ممکن کردکھایا۔

"صوفی صاحب نے مہاجرین کی بحالی اور خورونوش کا اہتمام کرنا اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ اور مقامی مسلم لیگ کے کارکنان کی معیّت میں مہاجروں کی آبادکاری کے لئے مثالی خدمات سرانجام دیں" (۲۳)

اسی دوران محکمہ تعلیم کے ایک نیک دل آفیسر کی مخلصانہ پیش کش پر آپ نے موسیٰ خیل میں مقامی سکول میں تدریس کے فرائض دوبارہ سنبھال لئے۔ لیکن یہ ملازمت اپ کی مجاہدانہ زندگی میں کبھی حائل نہ ہوسکی۔ تقسیم کے بعد مجلس احرار اسلام پاکستان نے اپنی سرگرمیوں کو دینی و تبلیغی امور کے لئے مخصوص کرلیا اور سیاسی میدان مسلم لیگ کے لئے چھوڑ دیا تو "آپ نے بھی مقامی سطح پر پاکستان نیشنل گارڈ ضلع میانوالی میں نہ صرف شمولیت اختیار کی بلکہ اس کے آنریری لیفٹیننٹ کے عہدہ پر بھی تعینات رہے۔" (۲۴)

پاکستان بننے کے بعد قادیانی ملک کے خلاف سازشی کارروائیوں میں نمایاں کردار کے طور پر کھل کھیل رہے تھے۔ جس کے سدّباب کے لئے تمام مکاتب فکر نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے ۱۹۵۳ء میں ایک ملک گیر منظم تحریک تحفظ ختم نبوت چلائی گئی۔ صوفی عبدالرحیم خان نے بھی ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اس تحریک کو ضلع میانوالی میں ہوا دی اور اپنی ملازمت کی پروا کئے بغیر تحریک کی قیادت عملی طور پر سنبھالی اور ختم نبوت کانفرنسوں اور جلوسوں کا اہتمام کیا۔

"تحریک کے دنوں میں مجلس احرار اسلام کے مرکزی صدر ماسٹر تاج الدین انصاری اور سیکرٹری جنرل شیخ حسام الدین میانوالی تشریف لائے تو خصوصی طور پر عبدالرحیم خان کی خدمات اور کارکردگی کی تحسین کے طور پر ان کے غریب خانہ موسیٰ خیل تشریف لے گئے اور رات کو میانوالی شہر میں عبدالرحیم خان کی صدارت میں ایک عظیم الشان کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ صدر جلسہ عبدالرحیم خان نے اس موقع پر مسلمانانِ میانوالی کی طرف سے ایک خطیر رقم کی تھیلی بھی معزز مہمانوں کی خدمت میں پیش کی۔" (۲۵)

علاقہ بھر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کو منظم کرنے کے بعد "آپ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو ضلع میانوالی کے رضاکاروں کی قیادت کرتے ہوئے تحریک کے مرکز مسجد وزیر خان (لاہور) پہنچے۔ جب ٦ مارچ کو لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ ہوا تو دیگر رہنماؤں کے ہمراہ آپ کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ کچھ عرصہ شاہی قلعہ اور پھر

بورسٹل جیل لاہور میں مقید رہے۔ چند ماہ بعد رہا ہوئے اور میانوالی پہنچ کرے، مئی ۱۹۵۳ء کو تحریک کے آخری جلوس کی قیادت کی(۲۶)"

۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگیں پاکستان جیسے ملک کے لئے بہت بڑی آزمائشیں تھیں۔ مگر پاکستانی عوام کا جوش و جذبہ بھی عروج پر تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ۱۹۶۵ء کی جیتی ہوئی جنگ کچھ سازشی عناصر نے ۱۹۷۱ء میں ہرادی۔ بہرحال صوفی عبدالرحیم خان ان آزمائش کی گھڑیوں میں بھی خم ٹھونک کر کھڑے ہوئے۔"

۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران آپ نے مسلم لیگی رہنما امیر عبداللہ خان روکھڑی کے ہمراہ ضلع میں رضاکاروں اور کارکنوں کا ایک کیمپ قائم کیا اور مسلسل دورے کر کے عوام کو سول ڈیفنس کی تربیت سے آگاہ کیا۔ فوجیوں کی مالی امداد کے علاوہ جنگ کے متاثرین کی دیکھ بھال میں بھی آپ دن رات کوشاں رہے۔ آپ کے جذبہ اور کارکردگی کے اعتراف میں گورنر پنجاب نے آپ کو اعزازی سند عطاء کی۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بھی آپ نے اجتماعی طور پر بلیک آؤٹ کرانے اور اہم تنصیبات کی نگرانی میں ذاتی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔" (۲۷)

آپ نے ۱۹۶۲ء میں پہلی دفعہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا اور پھر آٹھ نو مرتبہ مزید اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج کی سعادت بخشی اور کئی مرتبہ عمرے بھی ادا کئے۔ آپ کی ساری زندگی ہنگامہ خیز دور کی نذر ہوئی۔ لیکن آپ کبھی تھک کر نہ بیٹھے بلکہ آگے بڑھ کر ہر ابتلاء و آزمائش میں استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے ہوئے اور نتیجہ کار، ہر رکاوٹ ٹکرا ٹکرا کر راستہ بدل گئی اور عبدالرحیم خان لیلائے منزل کی قربتوں سے ہمکنار ہوتے رہے۔ ضعف و نقاہت اور بیماری غلبہ پا چکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا جذبہ ہمیشہ جوان رہا۔ آپ اپنے بیٹوں کے ہمراہ موسیٰ خیل سے فیصل آباد منتقل ہو چکے تھے۔ پیرانہ سالی کے باوجود وہاں بھی دینی و سماجی تقریبات میں شریک ہوتے۔ عمرِ عزیز کے آخری دو سالوں میں باقاعدگی سے مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مسجد احرار ربوہ میں سالانہ اجتماعات میں بالالتزام شریک ہوئے۔ گویا قادیان سے ربوہ تک قادیانیت کی سرکوبی کے لئے آپ اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے شانہ بشانہ، قدم بہ قدم اور لمحہ بہ لمحہ ساتھ ساتھ رہے۔ سچ ہے کہ

وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے

ایک ہنگامہ خیز زندگی کہ جس میں وقت کا کوئی فرعون، انہیں جھکانے اور ہرانے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکا، گزارنے کے بعد آخر کار رجل عظیم عبدالرحیم خان ۱۷، اپریل۔ ۱۹۹۱ء کو فرشتۂ اجل کے ہاتھوں جان ہار گیا۔

"آپ کا جنازہ قائد احرار مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے پڑھایا اور آپ کے سفید کفن کو احرار کے سرخ پرچم میں لپیٹ کر فیصل آباد میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔" (۲۸)

جان دے ہی دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بےقراری کو قرار آہی گیا

حوالہ جات حواشی و ماخذ

(۱) غلام محمد خان نیازی "سرگزشت مسکین" ص ۱۰۷ سن اشاعت ستمبر ۱۹۹۷ء ناشر شنگریلا پرنٹرز فیصل آباد

(۲) "سرگزشت مسکین" ص ۱۰۹

(۳) مولانا محمد گل شیر خان شہید (۱۸۹۹ء) میں ضلع اٹک کے ایک قصبے ملھووالی میں پیدا ہوئے۔ دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اصلاحِ معاشرہ کی طرف راغب ہوئے۔ آپ ایک شعلہ بیاں خطیب تھے۔ آپ کی سحر بیانی اور قوت عمل نے ایک زمانے کو متاثر کیا۔ ہندوؤں کو تجارت پر قابض دیکھ کر آپ نے مسلمانوں کو تجارت پر مائل کیا۔ مسلمان قبائل میں صلح کرا کر ان کی قوّت کو مجتمع کیا۔ غریب کسانوں کو بلاسود قرضے فراہم کئے۔ آپ کی شبانہ روز محنت و دعوت اسلام سے جہاں مسلمان معاشی اعتبار سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوئے اور عقائد میں پختگی سے فیض یاب ہوئے وہیں سینکڑوں ہندوؤں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ ۱۹۳۹ء میں آل انڈیا مجلس احرار اسلام میں شامل ہوئے۔ اور جلد ہی آپ کا شمار برصغیر کے نامور رہنماؤں میں ہونے لگا۔ احرار کی تحریک فوجی بھرتی بائیکاٹ (۴۲-۱۹۳۹ء) میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند سے بھی دو چار ہوئے۔ ۱۹۴۲ء، ۱۹۴۳ء میں "تحریک کالا باغ" شروع کی اور انجام کار، انگریز ہندو اور مسلمان جاگیرداروں کی منظم شازش کے تحت ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کو آپ کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ آپ ان دنوں مجلس احرار اسلام پنجاب کے نائب صدر تھے۔

(۴) مولانا محمد رمضان میانوالی کی غیر مطبوعہ یاداشتیں مملوکہ محمد عمر فاروق۔

(۵) محمد عمر فاروق "مولانا محمد گل شیر شہید، سوانح و خدمات، ص ۱۰۱ ناشر: بخاری اکیڈمی ملتان سن اشاعت ۱۹۹۲ء

(۶) سرگزشت مسکین" ص ۱۲۱ (۷) پندرہ روزہ "ضیاء الاسلام" امرتسر ۲۲ مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۰

(۸) پندرہ روزہ "ضیاء الاسلام" امرتسر، ۲۲ مئی ۱۹۳۹ء ص ۱۱ (۹) "سرگزشت مسکین" ص ۱۲۸

(۱۰) MODERN ISLAM IN INDIA PUBLISHED IN; W.C. SMITH 1946 Page, 276

(۱۱) ہفت روزہ "افضل" سہارنپور۔ یکم مئی ۱۹۴۲ء ص ۵

(۱۲) ہفت روزہ "افضل" سہارنپور ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۲ء ج ۱ شمارہ ۵ ص ۶

بقیہ ۲۳ صفحہ پر ملاحظہ کریں